اولیات وخصائص عمرؓ

عبداللہ ثوری

جہانِ آب وگل میں عزت اور نام کچھ لوگوں کو آبائی وراثت میں حاصل ہوتا ہے اور کچھ لوگ اپنی عزت اور بزرگی اپنے کارناموں سے قائم کرتے ہیں۔ عزم وحوصلہ اور محنت وولولہ سے بھرپور ان کے غیر معمولی کام ان کی شخصیت کا کچھ ایسا تاثر چھوڑ جاتے ہیں کہ وہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں، قلب وذہن اور صفحۂ قرطاس ان کے نقوش اپنے اندر محفوظ کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ دونوں ہی شرافتیں حاصل کر جاتے ہیں کہ وہ جس طرح ایک معزز اور بزرگ خانوادے کے فرد ہوتے ہیں اسی طرح غیر معمولی کارنمایاں انجام دینے والوں کی فہرست میں بھی اونچا مقام بنا لیتے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک ایسی ہی جامع شخصیت ہیں۔ آپ کو جس طرح خاندانی شرافت وسیادت حاصل ہے آپ کے کارہائے نمایاں آپ کو اسلام بلکہ تمام عالم کا عظیم ترین حکمران ثابت کرتے ہیں۔

انسانی نفسیات کا یہ ایک اہم پہلو ہے کہ وہ کسی کے بھی غیر معمولی مناقب اور کارنامے محسوس کرتا، دیکھتا یا پڑھتا ہے تو اگر اس کی عزت وتوقیر دل میں نہیں ہوتی تو اب پیدا ہو جاتی ہے اور اگر اس کی عزت ووقعت پہلے سے دل میں ہوتی ہے تو اس میں مزید تازگی اور نکھار آ جاتا ہے۔ ذیل کی سطور میں دنیا کے عظیم فاتح اور حکمران اور مسلم اُمہ کے سب سے بڑے ہیرو، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حیاتِ انور کے بکھرے گوشوں میں سے ایک گوشہ ''اولیات وخصائصِ عمرؓ'' کو زیرِ تحریر لایا جا رہا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمارے قلوب ''حب صحابہؓ'' اور ''عظمتِ صحابہؓ'' سے منور کر دے کہ ان سے محبت علامتِ ایمان اور ان سے بغض علامتِ نفاق ہے(۱) اور ہمارے حکمرانوں کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے آپ کا نام لے کر آپ کو اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ چنانچہ ترمذی، مسند احمد، مسند عبد بن حمید، طبقات ابن سعد وغیرہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّلاً یوں دعا فرمائی: ''اے اللہ! عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت عطا فرما''۔ (۲) ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ ''پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ منکشف ہوا کہ ابوجہل اسلام لانے والا نہیں تو خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی (۳)۔ اے اللہ! خاص عمر بن الخطاب سے اسلام کو عزت وقوت عطا فرما'' (۴)۔ بارگاہِ احدیت میں دعا قبول ہوئی اور حضرت عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے۔ عام مؤرخین اور اربابِ سیر نے قبول اسلام کا زمانہ ۷ نبوی بتایا ہے (۵)۔ بعض نے ۶ نبوی (۶) اور بعض نے ۵ نبوی بھی بتایا ہے (۷)۔ بعض نے

آپ کونہایت قدیم الاسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جوکہ مغالطہ پر مبنی ہے (۸)۔قبولِ اسلام کے وقت آپ کی عمر ۲۷ سال تھی اور مسلمانوں کی تعداد چالیس، پچاس کے درمیان تھی۔

۲۔جس بابرکت اور مقدس خمیر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان کا خمیر بھی اسی مٹی سے بنایا گیا۔ چنانچہ ایک غریب روایت میں ہے: ''میں ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور اسی میں دفن بھی ہوں گے'' (۹)۔

۳۔جس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آئی آپؓ اور ابوبکرؓ بھی اسی جگہ مدفون ہوئے۔

۴۔میدانِ حشر میں بھی حضرات شیخین حضور کے ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: ''روزِ قیامت میں ابوبکر اور عمر یکے بعد دیگرے قبروں سے اٹھیں گے، میں حرمین کے درمیان پہنچوں گا تو اہل حرمین میرے پاس آنا شروع ہوں گے'' (۱۰)۔

۵۔آپ کے اسلام سے پہلے مسلمان کمزور تھے اور کعبہ میں علانیہ عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ آپؓ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے کفر کو سرعام للکارا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ علی الاعلان بیت اللہ شریف میں نماز ادا کی، اسی روز سے اسلام کی دعوت وتبلیغ علی الاعلان شروع ہوگئی اور اسی روز حق وباطل کے درمیان فرق واضح ہوگیا اور اسی نسبت سے حضور نے آپ کو ''فاروق'' کا عظیم لقب دیا۔

۶۔شیطان بھی فاروق اعظم سے خار کھاتا، دور بھاگتا اور آپ کو دیکھ کر دوسرا راستہ لے لیتا۔ چنانچہ ایک روایت ہے: ''اے عمر! شیطان تم سے دور بھاگتا ہے''۔ ایک اور روایت میں ہے: ''شیطان جب بھی آپ کو کسی گلی، گھاٹی میں دیکھتا ہے تو اس گلی، گھاٹی کو چھوڑ دوسری میں چلنا شروع کر دیتا ہے'' (۱۱)۔

۷۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے بعد اگر کسی نبی کو آنا ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے'' (۱۲)۔

۸۔آپ رضی اللہ عنہ امت محمدیہ کے ''محدث'' یعنی صاحب کشف والہام صحابی تھے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے: ''گذشتہ امتوں میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جنھیں حق کی پہچان اور واقعات کا الہام ہوجایا کرتا تھا۔ میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن الخطاب ہیں'' (۱۳)۔

۹۔آپؓ کی موافقات بے شمار ہیں۔ ''موافقاتِ عمر'' پر پورا ایک کتابچہ تیار ہوسکتا ہے۔ ''موافقات'' کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے یا خواہش اور تمنا کی موافقت اور تائید قرآن یا کسی اور آسمانی کتاب یا حضور کے فرمان سے ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی نے اپنی شرح بخاری میں حضرت عمرؓ کی ایسی ۱۵ موافقات جمع کی ہیں۔ جنھیں مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے حاشیہ بخاری میں اختصار کرکے ذکر کر دیا ہے۔ (دیکھیے حاشیہ بخاری: ۲/۷۰۶) مزید تحقیق وجستجو سے ان پندرہ پر اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔

۱۰۔آپ ثانی خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۱۔آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔

۱۲۔آپ کی صاحبزادی "حفصہ" حضور اقدس کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین میں سے ہیں۔

۱۳۔آپؓ نے ہجرت مشرکین سے چھپ کر نہیں کی بلکہ ۲۰ افراد کی جماعت کے ساتھ پہلے علی الاعلان بیت اللہ کا طواف کیا اور مقابلہ کی دعوت دیتے رہے اور جب کوئی سامنے نہ آیا تو اسی طرح اطمینان سے مدینہ ہجرت کر گئے (۱۴)۔

۱۴۔ابتداءِ اسلام میں نماز کے لیے جمع ہونے کا کوئی مخصوص طریقہ نہ تھا۔ہجرت نبوی کے بعد مدینہ منورہ جب مرکزِ اسلام بن گیا تو احکام اسلام مرتب و مدون ہونے لگے۔زکوٰۃ، روزہ، صدقہ فطر وغیرہ کے احکامات کا نزول ہوا، اسی زمانے میں صحابہ کو نماز کے لیے جمع ہونے کے لیے خاص طریقہ وضع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔چنانچہ مشورے میں مختلف طریقے سامنے آئے، کسی نے پہاڑ کی بلندی پر آگ جلانے کا مشورہ دیا، کسی نے نصاریٰ کی طرح "ناقوس" بجانے کا اور کسی نے یہود کی طرح "بوق" بجانے کا مشورہ دیا۔حضرت عمرؓ کی رائے مختلف تھی وہ یہ کہ ایک منادی نماز کے لیے بلند آواز سے بلالیا (۱۵)۔چنانچہ عبداللہ بن زیدؓ کے خواب سے آپؓ ہی کی رائے کی تصدیق وتصویب ہوئی۔گویا اذان کا موجودہ طریقہ آپؓ کی رائے عالی کے موافق ہے۔

۱۵۔غزوہ بدر میں سب سے پہلا شہید آپؓ کا غلام "مجع" تھا (۱۶)۔

۱۶۔یہ بات آپ کی خصوصیات میں شمار کی گئی ہے کہ اسلام کے مقابلے اپنی محبت وقرابت کے رشتے کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔چنانچہ غزوہ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو اپنے ہاتھوں واصلِ جہنم کیا، اساریٰ بدر کے متعلق آپ کی رائے اور اس کے الفاظ بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔آپؓ نے اس موقع پر فرمایا: "اسلام کے معاملے میں رشتہ و قرابت کو دخل نہیں، ان سب کو قتل کر دینا چاہیے اور اس طرح کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو خود قتل کر دے۔علی، عقیل کی گردن ماریں، حمزہ، عباس کا سر اڑائیں اور فلاں شخص جو میرا عزیز ہے اس کا کام میں تمام کروں" (۱۷)۔

۱۷۔آپؓ قیامت تک آنے والے فتنوں کے خلاف آڑ اور بند دروازے کی مانند تھے آپ کے بعد فتنوں کا دور شروع ہوگیا۔چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضرت عمرؓ نے سمندر کی موج کی مانند بھڑکتے، اٹھتے فتنے سے متعلق پوچھا تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: "اے امیر المومنین! آپ کے اور اس فتنے کے درمیان بند دروازہ ہے"۔حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا: "کیا یہ دروازہ کھولا جائے گا یا بالکل توڑ دیا جائے گا؟" حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا: "وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا"۔اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: "پھر تو یہ قیامت تک بند نہ ہو سکے گا" (۱۸)۔حضرت حذیفہؓ سے ان کے شاگرد مسروقؒ نے "بند دروازے" کا مصداق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: "عمرؓ اس بند دروازے کے مصداق ہیں" (۱۹)۔

۱۸۔احکامِ شریعت میں عقل کا دخل ہے یا نہیں؟ شروع سے اہل اسلام کی اس میں دو آراء ہی ہیں: ایک یہ کہ دین اور شریعت کے احکام میں عقل کا کوئی دخل نہیں۔دوسری یہ کہ شریعت کا ہر حکم عقل کے عین مطابق ہے، کوئی امرِ الٰہی عقل کے متصادم نہیں، یہ الگ بات ہے کہ انسانی عقل کسی حکم کی عقلی توجیہ تک رسائی حاصل نہیں کر پاتی۔شاہ ولی اللہ محدث

دہلویؒ نے ''علم اسرار الدین'' پر ''حجۃ اللہ البالغہ'' کے نام سے ایک مستقل تصنیف لکھی ہے، اس میں انھوں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی، زید بن ثابت، عبد اللہ بن عباس، حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے اس علم سے بحث کی ہے(۲۰)۔ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں: ''لیکن اولیت کا منصب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کو حاصل ہوگا'' (۲۱)۔ اس سے ثابت ہوا کہ ''علم اسرار الدین'' کے بانی مبانی حضرت عمرؓ ہیں۔

۱۹۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کو ''جمع قرآن'' پر بے حد اصرار کے بعد حضرت عمرؓ ہی نے تیار کیا تھا، یہ آپؓ ہی کی کوشش وکاوش کا نتیجہ ہے کہ صحیفۂ قرآن آج پورا کا پورا ہمارے سامنے موجود ہے۔

۲۰۔ ایک روایت کے مطابق ''تدوینِ علم نحو'' کا سہرا بھی آپ ہی کے سر جاتا ہے'' (۲۲)۔

۲۱۔ جماعت کے ساتھ ایک امام کے پیچھے بیس رکعات تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کیں جو اس وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اجماعی عمل ہے۔ اس سے پہلے لوگ مختلف ٹولیوں اور جماعتوں میں تراویح پڑھا کرتے تھے۔ جس امام کی آواز، زیادہ بھاتی لوگ اسی کے پیچھے نیت باندھ لیتے۔ حضرت عمرؓ کو یہ طریقہ پسند نہ آیا۔ فرمایا: ''خدا کی قسم! میں اس صورتِ حال کو ضرور بدلوں گا''۔ اس کے تین روز بعد ہی فاروق اعظمؓ نے ابی بن کعبؓ کی امامت میں تمام لوگوں کو جمع کر دیا پھر آخری صف میں کھڑے ہو کر فرمایا: ''تراویح ایک جماعت سے پڑھنا ہے تو نئی چیز، لیکن بہت عمدہ'' (۲۳)۔

۲۲۔ آپؓ نے نہایت وسیع پیمانے پر تعلیم کا انتظام کیا۔ چنانچہ تمام مفتوحہ علاقوں میں مکاتب قائم کیے، خانہ بدوشوں اور بدوؤں پر قرآن کی تعلیم جبری کر دی۔ ادب، عربیت، صحتِ اعراب، کتابت اور علم لغت کی تعلیم بھی لازم کر دی تا کہ قرآن پاک کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ یہ فرمان جاری کیا کہ جو شخص علمِ لغت کا ماہر نہ ہو وہ قرآن مجید نہ پڑھانے پائے۔ بچوں پر کتابت اور شہسواری کی تعلیم کا تاکیدی حکم جاری کیا (۲۴)۔ ضروری سورتوں، سورہ بقرہ، سورہ نساء، سورہ مائدہ، سورہ حج اور سورہ نور کے متعلق یہ حکم جاری فرمایا کہ تمام مسلمانوں کو ان کا سیکھنا لازمی ہے کیوں کہ ان میں احکام شریعت اور فرائض دین کا ذکر ہے (۲۵)۔ دور فاروقی میں مساجد کی تعمیر بکثرت ہوتی اور ہر مسجد ساتھ ساتھ درس گاہ بھی ہوتی۔ چنانچہ ان مساجد میں سے ۹۰۰ مساجد میں تعلیمی حلقوں کی تعداد بعض مورخین نے ۴ ہزار لکھی ہے (۲۶)۔ جاحظ نے البیان والتبیین میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بچوں کو ضرب الامثال یاد کرانے اور عمدہ اشعار از بر کرانے کی بھی ہدایت فرمائی تھی (۲۷)۔

۲۳۔ فقہا، معلمین اور قراء کے وظائف جاری کیے (۲۸)۔ یہ حضرات اپنی خدمات اگرچہ فی سبیل اللہ اور رب کی رضا کے لیے کرتے ہیں لیکن ان کے بھی اہل وعیال ہوتے ہیں جن کی کفالت ان کے ذمہ ہوتی ہے جب ان حضرات نے اپنا کاروباری وقت دینی تعلیم وتبلیغ کے لیے وقف کر رکھا ہے تو حکومت اسلامی کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کی اور ان کے اہل خانہ کی معاشی کفالت اپنے ذمہ لے۔

۲۴۔اسی طرح مسجد کے ائمہ اور موذنین کی بھی تنخواہیں جاری کیں، چنانچہ ابن جوزیؒ نے ''سیرۃ العمرین'' میں نقل کیا ہے: ''حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ موذنوں اور اماموں اور معلموں کو ماہانہ وظائف دیا کرتے تھے (۲۹)۔

۲۵۔طلباء دین کے لیے بھی وظائف مقرر کیے۔ چنانچہ ابوعبید ''کتاب الاموال'' میں لکھتے ہیں: ''حضرت عمرؓ نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ قرآن کی تعلیم سیکھنے والوں کے لیے وظیفہ مقرر کریں''۔اس حکم پر عاملوں نے لکھا کہ بعض لوگوں نے قرآن سیکھنے کی رغبت کے بغیر محض وظیفہ خوری کے لیے تعلّمِ قرآن اور طالب علمی کا شعبہ اختیار کرلیا ہے۔مگر حضرت عمرؓ نے اس کے باوجود بھی یہ وظیفہ بند نہیں کیا (۳۰)۔

۲۶۔اسی طرح مجاہدین اور ان کے اہل خانہ کے لیے وظائف مقرر کیے۔فقراء مساکین کے لیے وظائف جاری کیے حتی کہ غیر مسلم ذمی بھی اگر فقیر اور نادار تھا تو اس کا بھی وظیفہ مقرر کیا۔شروع شروع میں بچہ کے لیے اس وقت وظیفہ مقرر نہ کیا جاتا جب تک بچہ کا دودھ نہ چھوٹ جاتا۔ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے بھوک سے روتے، بلبلاتے، مچلتے بچہ کو دیکھا تو اس کی ماں سے بچہ کی اس حالت سے متعلق دریافت فرمایا، عورت نے جواب دیا کہ میں ایک غریب اور مفلوک الحال عورت ہوں اس لیے قبل از وقت بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے، اس وجہ سے یہ بیتاب ہے۔ حضرت عمرؓ نے آئندہ روز صبح ہوتے ہی تمام قلمرو خلافت میں یہ منادی کرادی کہ آئندہ بچے کا روزینہ اس کی ولادت کے دن ہی سے مقرر کردیا جائے گا (۳۱)۔

ایک مرتبہ راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک بوڑھے نابینا شخص کو دیکھا کہ بھیک مانگ رہا ہے۔فوراً اس کے پاس گئے اور پوچھا: ''آپ کون ہیں؟'' اس نے کہا: ''یہودی ہوں''۔فرمایا: ''آپ کو بھیک مانگنے پر کس چیز نے مجبور کردیا؟'' اس نے کہا: ''ادائے جزیہ، معاشی تنگی اور ضعف و پیری نے''۔یہ سن کر حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان تشریف لے گئے اور جو کچھ موجود تھا اسے دے دیا پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس یہ فرمان بھیجا: ''یہ اور اس قسم کے حاجت مندوں کی تفتیش کراؤ۔خدا کی قسم! اگر ہم ان ذمیوں کی جوانی کی محنت کو کھائیں اور ضعف و پیری میں گداگری کے لیے چھوڑ دیں تو ہم ہرگز انصاف پسند نہیں ہوسکتے۔قرآن نے صدقات، فقرا، مساکین کو دینے کو کہا، فقراء سے مسلمان مفلس اور مساکین سے اہل کتاب کے مفلس لوگ مراد ہیں۔اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایسے تمام حاجت مند ذمیوں کا جزیہ بھی معاف کردیا اور بیت المال سے ان کا وظیفہ بھی مقرر کردیا (۳۲)۔

۲۷۔حضرت عمرؓ نے اسلام میں سب سے پہلے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لیے مکاتب قائم کیے جو کہ مسجد ہی میں ہوتے تھے۔

۲۸۔مسجد میں روشنی کا انتظام بھی حضرت عمرؓ کی اولیات میں سے ہے۔حضرت تمیم داریؓ نے اس کی اجازت چاہی تو حضرت امیر المومنین نے اجازت دے دی (۳۳)۔

۲۹۔ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے وعظ کی ابتدا بھی دورِ فاروقی میں ہوئی۔ اس کی اجازت بھی تمیم داریؓ نے لی (۳۴)۔

۳۰۔ مسجد میں پہلے فرش کا کوئی انتظام نہ تھا۔ سب سے پہلے فرش کا انتظام حضرت عمرؓ نے کیا۔ آپؓ نے مسجد میں چٹائیاں بچھوائیں (۳۵)۔

۳۱۔ جمعہ کے دن چھٹی بھی حضرت عمرؓ کی اولیات میں سے ہے۔ آپ نے امیر جیش حضرت سعد بن ابی وقاص کو جنگی امور سے متعلق جو ہدایات اور نصائح والا نامہ میں تحریر فرمائیں تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فوج کو جمعہ کے دن آرام کا موقع دیا جائے (۳۶)۔

۳۲۔ آپؓ نے قیاس کا اصول وضع کیا (۳۷)۔

۳۳۔ علم میراث میں ''عول'' کا مسئلہ آپؓ نے ہی ایجاد کیا (۳۸)۔

۳۴۔ زمانے کے پیچ وتاب اور رنگینیاں دیکھ کر تین طلاقوں کو مغلظہ قرار دیا۔ ہوتا یوں تھا کہ عہد نبوی اور دور صدیقی میں لوگوں کی امانت وصداقت کا معیار بلند ہوتا تھا۔ اس زمانے میں کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا اور یوں کہتا کہ میں نے ایک طلاق دی ہے تو مان لیا جاتا تھا کیوں بقیہ دو طلاقیں محض تاکید کے طور پر کہتا تھا۔ مقصد اس کا ایک طلاق دینا ہوتا تھا۔ ابتدائے دور فاروقی میں بھی لوگوں کی صدق وامانت کا یہی عالم رہا لیکن جب حضرت عمرؓ نے متعدد واقعات سے اس معیار کا گراف گرتے دیکھا تو تین طلاقوں کو تین کر دیا۔ لوگ واقعی میں تین طلاقیں دے کر کہتے تھے کہ ایک طلاق دی ہے (۳۹)۔

۳۵۔ آپؓ نے شراب پینے کی شرعی سزا اور حد ۸۰ کوڑے مقرر کیے۔ آپؓ نے صحابہ کرام کی مجلس مشاورت سے ''حدِ شربِ خمر'' کی تحدید کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا: ''میرے خیال میں ۸۰ کوڑے ہونے چاہیے جس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب شراب پیتا ہے تو نشہ میں آجاتا ہے اور جب نشہ چڑھتا ہے تو ہذیان اور بیہودہ گوئی شروع کرتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو بہتان باندھتا ہے اور زنا کا بہتان باندھنے پر ۸۰ کوڑے سزا ہے اس لیے ''شرب خمر'' کی سزا بھی ۸۰ کوڑے ہونی چاہیے'' حضرت عمرؓ کو یہ مشورہ پسند آیا اور شراب پینے کی حد شرعی ۸۰ کوڑے مقرر کر دی۔ (۴۰) یہی مشورہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بھی دیا تھا۔ (۴۱)

۳۶۔ ''مسئلہ اکسال'' میں صحابہ کو ایک رائے پر جمع کیا۔ ''اکسال'' کا مطلب یہ ہے کہ بیوی یا باندی سے صحبت کی غیوبت حشفہ بھی ہو گیا۔ البتہ انزال نہیں ہوا تو کیا غسل جنابت واجب ہے یا نہیں؟ ایک جماعت کی رائے تھی کہ غسل واجب نہیں۔ انصار کی یہی رائے تھی۔ جبکہ دوسری جماعت کا یہ کہنا تھا کہ غسل واجب ہے۔ مہاجرین کی اکثریت کی یہی رائے تھی۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کے اتفاق سے یہ فیصلہ فرمایا کہ غسل واجب ہے (۴۲)۔

۳۷۔ جنازہ کی چار تکبیرات پر صحابہ کرام کو متفق کیا۔ اس سے پہلے جنازہ کی تکبیرات تین سے نو تک کہی جاتی تھی۔

فاروق اعظمؓ نے صحابہ کا یہ اختلاف دیکھا تو بہت شاق محسوس کیا اور صحابہ کرام کو بلا کر اتفاق رائے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام نے آپس کے مشورے سے چار پر اتفاق رائے کر لیا (۴۳)۔

۳۸۔ مجوس پر جزیہ مقرر کیا۔ اس سے قبل صحابہ میں یہ اختلاف تھا کہ مجوس پر جزیہ ہے یا نہیں۔ خود حضرت عمرؓ بھی جزیہ مجوس کے قائل نہ تھے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ کو اس کی گواہی دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''مقام ہجر'' کے مجوس سے جزیہ لیا تھا تو حضرت عمرؓ نے مجوس سے جزیہ لینے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ (۴۴)

۳۹۔ تجارت کے گھوڑوں پر زکوۃ کو جاری کیا (۴۵)۔ یاد رہے کہ پالتو گھوڑے جو کام کاج کے لیے ہوں اسی طرح جہاد کے لیے پالے گئے گھوڑوں پر زکوۃ نہیں۔

۴۰۔ عشورِ خاص مقرر کیا۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایران اور روم کی حکومتوں کا یہ دستور تھا کہ ان کی سرحدوں سے جو کوئی مسلمان تاجر مال تجارت لے کر گزرتا اس سے ٹیکس وصول کیا جانا چاہیے ایک سال میں کتنی ہی بار گزرے اسے ہر مرتبہ ٹیکس دینا پڑتا۔ امیر المومنین کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپؓ نے بھی اموال تجارت پر ٹیکس لینے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا کہ نہ صرف غیر مسلموں سے بلکہ جو مسلمان یا ذمی بھی دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیان تجارتی کاروبار کو جاری رکھتے ہیں ان سے بھی یہ ٹیکس وصول کیا جائے۔ اور اتنی سہولت کر دی کہ یہ ٹیکس سال بھر میں صرف ایک مرتبہ لیا جائے۔ قیصر و کسریٰ کی طرح ہر مرتبہ نہیں۔ نیز یہ ٹیکس ۲۰۰ درہم یا ۲۰ مثقال یا اس کی قیمت پر لیا جاتا اس سے کم مال پر یہ ٹیکس معاف تھا (۴۶)۔

۴۱۔ اسلام میں سب سے پہلا وقف آپؓ نے کیا (۴۷)۔ غزوہ خیبر میں آپؓ کو ''ثمغ'' نامی زمین مال غنیمت میں دی گئی تھی۔ آپؓ نے اسے وقف کر دیا اور اسی موقع پر حضور اقدس کی زبان مبارک سے وقف سے متعلق احکامات جاری ہوئے کہ وقف کو نہ تو اپنی ذات کے لیے کوئی فروخت کر سکتا ہے، نہ اسے ہبہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی وراثت جاری ہوگی (۴۸)۔

۴۲۔ بنو تغلب پر بجائے جزیہ کے زکوۃ مقرر کی۔ بنو تغلب ایک عیسائی قبیلہ تھا اور جزیہ کو اپنے لیے باعث ذلت و عار سمجھتا تھا انھوں نے یہ دھمکی دی ''ہم عرب قوم ہیں ادائے جزیہ ہمارے لیے عار کا باعث ہے اگر آپ نے ہمارے اوپر جزیہ کو مسلط کیا تو ہم رومیوں سے جا ملیں گے۔ آپ ہم سے دُوگنی زکوۃ لے لیا کریں۔'' حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشاورت کے بعد ان سے یہ معاہدہ کر لیا کہ ان سے دوگنی زکوۃ لی جاوے گی اور فرمایا: ''یہ جزیہ ہی ہے تم اس کا جو جی میں آئے نام رکھ لو'' (۴۹)۔

۴۳۔ آپؓ نے سب سے پہلے ہجو یہ اشعار پر تعزیر مقرر کی (۵۰)۔

۴۴۔ یہ حکم جاری کیا کہ شعراء، غزل میں عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار نہ کہنے پائیں (۵۱)۔ مذکورہ بالا دونوں احکام معاشرے سے فحاشی، آوارگی اور بغض و عداوت کے خاتمے کا مؤثر ترین ذریعہ ہیں۔

۴۵۔سب سے پہلے ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی۔

۴۶۔اسلام میں سب سے پہلے استقبالیہ ایجاد کیا(۵۲)۔

۴۷۔سب سے پہلے درہ کا استعمال کیا(۵۳)۔

۴۸۔مختلف حسابات پر نظر رکھنے اور ان کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے رجسٹروں کو ایجاد کیا(۵۴)۔

۴۹۔سب سے پہلے ''بیت المال'' کے لیے مستقل عمارتیں تعمیر کروائیں۔طبقات ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بیت المال کے لیے ایک کمرہ تعمیر کروایا تھا لیکن اس میں کبھی مال جمع کرنے کی نوبت نہیں ائی۔جیسے ہی مال غنیمت آتا تقسیم ہوجاتا۔صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد اس کمرہ میں سے صرف ایک درہم برآمد ہوا(۵۵)۔

۵۰۔عرب میں جیل کا کوئی نام ونشان نہ تھا سب سے پہلے آپؓ نے جیل تعمیر کروائی۔مکہ مکرمہ اور دیگر اضلاع میں یہ جیلیں بنائی گئیں۔(۵۶)۔

۵۱۔اسلام میں سب سے پہلے آپؓ نے مملکت کو صوبوں میں تقسیم کیا جو یہ تھی: مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، فلسطین کو دو صوبوں میں تقسیم کیا۔ایک کا دارالخلافہ ''ایلیا'' اور دوسرے کا ''رملہ'' رکھا۔اسی طرح مصر کو بھی دو صوبوں میں تقسیم کردیا۔فارس میں یہ تین صوبے تھے: خراسان، فارس، آذربائیجان(۵۷)۔اس طرح یہ کل تیرہ صوبے بنتے ہیں۔

۵۲۔محکمۂ قضا کو مملکت کا مستقل شعبہ بنادیا جس کے تحت اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے(۵۸)۔

۵۳۔پولیس کا مستقل محکمہ قائم کیا(۵۹)۔

۵۴۔تمام ملک کے ہر فرد مسلم کو دین کا سپاہی قرار دے دیا اور اسی وجہ سے ہر ایک کا خزانے سے وظیفہ مقرر کیا(۶۰)۔

۵۵۔رسد کا مستقل محکمہ قائم کیا(۶۱)۔

۵۶۔سکہ کے موجد بھی حضرت عمرؓ ہیں، عبدالملک بن مروان نہیں(۶۲)۔

۵۷۔موسم کی تبدیلی کے اعتبار سے فوجوں کو تقسیم کیا۔چنانچہ ایک فوج گرمی کی ہوتی، ایک سردی کی، اسی طرح ہر موسم کی ایک فوج تیار کر رکھی تھی(۶۳)۔

۵۸۔بصرہ، کوفہ، موصل، فسطاط، جیزہ؛ یہ سب شہر حضرت عمرؓ نے آباد کیے اور بنائے ہیں جن میں سے ہر ایک کا ام وقوع مختلف اعتبارات سے بڑا اہم ہے خصوصاً بصرہ اور کوفہ کا(۶۴)۔

۵۹۔مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے(۶۵)۔

۶۰۔فوجی دفتر ترتیب دیا(۶۶)۔

۶۱۔قاضیوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔سلمان بن ربیعہ اور قاضی شریح کی تنخواہ پانچ پانچ سو درہم تھی(۶۷)۔

۶۲۔دفتر مال قائم کیا(۶۸)۔

۶۳۔پیائش جاری کی(۶۹)۔

۶۴۔مردم شماری کروائی(۷۰)۔

۶۵۔نہریں کھدوائیں(۷۱)۔

۶۶۔دریائی پیداوار مثلاً عنبر وغیرہ پر محصول اور ٹیکس مقرر کیا(۷۲)۔

۶۷۔حربی تاجروں کو دارالاسلام میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی(۷۳)۔

۶۸۔راتوں کو گشت کر کے ملک کی رعایا کے حال دریافت کرنے کا طریقہ ایجاد کیا(۷۴)۔

۶۹۔جگہ جگہ فوجی چھاؤنیاں بنوائیں(۷۵)۔

۷۰۔گھوڑوں کی نسل میں ''اصیل'' اور ''مجنس'' کی تمیز قائم کی جو اس سے پہلے عرب میں نہ تھی(۷۶)۔

۷۱۔پرچہ نویس اور کاتب مقرر کیے(۷۷)۔

۷۲۔مکہ معظّمہ سے لے کر مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کے لیے ''مسافر خانے'' تعمیر کروائے(۷۸)۔

۷۳۔سب سے پہلے احادیث میں فرق مراتب قائم کیا۔ان احادیث کی نشر و اشاعت اور روایت پر زیادہ توجہ دی جو احکام شرعیہ سے متعلق تھیں۔ادعیہ مخصوصہ، احادیث شمائل، احادیث لباس و عادات اور سنن زوائد سے متعلقہ احادیث کا زیادہ اہتمام نہیں کیا(۷۹)۔

۷۴۔فن حدیث میں ''فن جرح و تدیل'' کے موجد آپؓ ہی ہیں(۸۰)۔

سن ہجری کی ایجاد اور اس کی تشہیر آپؓ ہی نے صحابہ کرام کے مشورہ کے بعد کی(۸۱)۔

۷۶۔امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے آپ کو ملا۔صدیق اکبرؓ کو ''خلیفۃ رسول اللہ'' کہا جاتا تھا، اگر آپ کو ''خلیفۃ خلیفۃ رسول اللہ'' کہتے تو بہت طویل جملہ ہو جاتا نیز بعد میں آنے والے خلفاء کے لیے بھی اس میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا(۸۲)۔

۷۷۔آپؓ دنیا کے سب سے بڑے اسکندر اور چنگیز و تیمور سے بھی بڑے فاتح اور کشور کشا تھے۔آپ نے ظلم نہیں کیا دوسروں نے ظلم کیا(۸۳)۔

حواشی

(۱) کمافی کنزل العمال للعلامۃ علاء الدین المتقی بن حسام الدین الکجراتی الھندی:۱۱/ ۲۴۷ فضائل الصحابۃ اجمالاً، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء۔ (۲) علامہ علاء الدین المتقی بن حسام الدین الکجراتی الھندی، کنزل العمال: ۱۱/ ۲۶۷، رقم الحدیث

۳۲۷۔۲۶۹، فضل عمر بن الخطاب، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء۔ (۳) کاندھلوی، مولانا ادریس، سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۲۵۸؛
محمدی کتب خانہ بنگلہ دیش سن طباعت نامعلوم، ملخصاً (۴) کنز العمال: ۱۱/ ۲۶۷ (۵) سیر الصحابہ: ۱/ ۱۰۰ اسلامی کتب خانہ (۶) شاہ
معین الدین ندوی، شبلی، الفاروق: ص ۴۹، نوید پبلشرز ۲۰۰۳ء (۷) زرقانی: ۱/ ۲۷۲ بحوالہ حاشیہ سیرۃ المصطفیٰ (۸) سیر الصحابہ:
۱/ ۱۰۰۔۱۰۳ (۹) کنز: ۱۱/ ۲۵۸ (۱۰) کنز: ۱۱/ ۲۶۱ حدیث نمبر ۳۲۶۹۵ (۱۱) کنز: ۱۱/ ۲۶۳ و ۲۶۶، مسلم: ۲/ ۲۷۶ (۱۲) کنز:
۱۱/ ۲۶۵، ۲۶۶ (۱۳) مسلم شریف: ۲/ ۲۷۶ قدیمی کتب خانہ ۱۹۵۶ء (۱۴) سیر الصحابہ: ۱/ ۱۰۴، بحوالہ زرقانی: ۱/ ۳۷۱ (۱۵) صحیح
البخاری: ۱/ ۸۵، قدیمی کتب خانہ ۱۹۶۱ء (۱۶) الفاروق، ص ۵۴، بحوالہ ابن ہشام (۱۷) ایضاً: ص ۵۵ (۱۸) ترمذی: ۴۹۹، مکتبہ
رحمانیہ (۱۹) ترمذی، ص ۴۹۹ (۲۰) دہلوی، شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغہ: ۱/ ۳۵، قدیمی کتب خانہ۔ (۲۱) الفاروق:
ص ۳۴۵ (۲۲) صابونی: التبیان فی علوم القرآن (۲۳) مولانا یوسف کاندھلوی، حیاۃ الصحابہ: ۳/ ۲۵۰، زمزم پبلشرز ۲۰۰۵ء، ترجمہ
مولانا احسان الحق صاحب (۲۴) دائرۃ المعارف (اردو)، ج ۲۰ (۲۵) الفاروق: ص ۲۸۱ (۲۶) سید سلیمان حسینی ندوی، ہمارا
نصاب تعلیم کیا ہو؟، ص ۷۹، مجلس نشریات اسلام ۲۰۰۴ء (۲۷) ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو، ص ۷۸ (۲۸) دائرۃ المعارف، جلد نمبر ۲۰،
الفاروق: ۲۷۹، ۲۸۶ (۲۹) سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۱۴۶، میر محمد کتب خانہ۔ (۳۰) اسلام کا اقتصادی
نظام، ص ۱۴۷ (۳۱) ایضاً: ۱۴۳، ۱۴۴ بحوالہ کتاب الخراج (۳۲) ایضاً: ۱۵۱، ۱۵۲ بحوالہ کتاب الخراج (۳۳) الفاروق: ۲۹۰ (۳۴)
صفدر، مولانا سرفراز خان، راہ سنت۔ (۳۵) الفاروق: ۲۹۰، ۲۹۱ (۳۶) ابوالبانہ، شاہ منصور، الاملاء والترقیم۔ (۳۷) الفاروق:
۴۲۴ (۳۸) ایضاً (۳۹) صحیح مسلم: ۱/ ۴۷۷، ۴۷۸ (۴۰) امام مالک بن انس، موطا مالک: ۶۹۴ کتاب الاشربہ نور محمد کتب خانہ
ملخصاً۔ (۴۱) صحیح مسلم: ۲/ ۱۷ ملخصاً (۴۲) طحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد ازدی مصری، شرح معانی الآثار: ۱/ ۴۵-۵۰ مکتبہ حقانیہ ملتان۔
ملخصاً۔ (۴۳) مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، کشف المغطا عن وجہ الموطا علی ہامش الموطا مالک: ۲۰۷ نور محمد کتب خانہ ملخصاً۔ (۴۴)
بجستانی، امام ابوداؤد بن اشعث، سنن ابوداؤد: ۲/ ۸۰ مکتبہ رحمانیہ ملخصاً مع زیادۃ۔ (۴۵) الفاروق: ۴۲۴ (۴۶) اسلام کا اقتصادی
نظام: ۱۲۵ بحوالہ کتاب الخراج خلاصہ۔ (۴۷) سیر الصحابہ: ۱/ ۱۰۹ (۴۸) صحیح مسلم: ۲/ ۴۱ باب الوقف مع حاشیۃ النواوی ص ۴۲ (۴۹)
لکھنوی، مولانا عبدالحئی بن عبدالحلیم فرنگی محلی، حاشیہ ہدایہ: ۱/ ۱۹۳ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان۔ (۵۰) الفاروق: ۴۲۴ (۵۱) ایضاً (۵۲)
مولانا صدیق ارکانی، اولیات (۵۳) الفاروق: ۴۲۳ (۵۴) اسلام کا اقتصادی نظام: ۱۳۴ بحوالہ طبری جلد ۵ ص ۲۲ و جلد ۶ ص ۱۶۰۔
(۵۵) الفاروق: ۲۳۶، ۲۳۷ خلاصہ۔ (۵۶) ایضاً: ۲۳۶ خلاصہ۔ (۵۷) ایضاً: ۱۹۶-۱۹۸ خلاصہ۔ (۵۸) ایضاً: ۲۲۶۔ (۵۹)
ایضاً: ۲۳۵ (۶۰) اسلام کا اقتصادی نظام: ۱۳۸، ۱۳۹۔ (۶۱) الفاروق: ۲۶۳ (۶۲) ایضاً: ۲۹۴ خلاصہ۔ (۶۳) ایضاً: ۲۶۵
(۶۴) ایضاً: ۲۴۴-۲۵۰ خلاصہ۔ (۶۵) ایضاً: ۴۲۳۔ (۶۶) ایضاً: ۴۲۲۔ (۶۷) ایضاً: ۲۳۱۔ (۶۸) الفاروق: ۴۲۳ (۶۹)
ایضاً (۷۰) ایضاً: ۲۹۳ (۷۱) ایضاً۔ (۷۲) ایضاً۔ (۷۳) ایضاً۔ (۷۴) ایضاً۔ (۷۵) ایضاً۔ (۷۶) ایضاً۔ (۷۷)
ایضاً۔ (۷۸) ایضاً۔ (۷۹) ایضاً: ۳۵۳ بحوالہ ازالۃ الخفا۔ (۸۰) ایضاً: ۳۵۴ (۸۱) ایضاً: ۲۹۱۔ (۸۲) رازی، امام فخر الدین ابو
عبداللہ محمد بن عمر بن حسین طبرستانی شافعی، حدائق الانوار فی حقائق الاسرار: دار المعارف ملتان ۲۰۰۰ء طبری: ۳/ ۲۷۷ موسسۃ العلمی
للمطبوعات۔ (۸۳) الفاروق: ۱۸۱-۱۸۶ خلاصہ۔

☆☆☆